ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

قیامِ پاکستان کے بعد پہلی منتخب اسمبلی میں اُردو کے لیے اقدامات کا جائزہ

Dr Muhammed Arshed Owesee

Assistant professor, G C University , Faisalabad

Steps taken for Urdu by First Elected Assembly of Pakistan.

A Review

In 1950, the Province of West Punjab was renamed as Province of Punjab and as a result of the general elections held in 1951 under the Pakistan (Provisional Constitution) order, 1947, the Punjab Legislative Assembly consisting of 174 members was constituted. It held its first sitting on May 7, 1951 and met for the last time on March 31, 1955. The Assembly held 114 sittings over 10 sessions during its life of 4 years 5 months and 8 days and ceased to exist on the formation of the Province of West Pakistan with effect from 14 October, 1955 under the establishment of West Pakistan Act 1955 (PLD 1955 central status 277).

In this body, like its predecessor institutions Lieutenant Governor Council's (1897 to 1920), Punjab Legislative Council (1921 to 1936), Punjab Legislative Assembly (1937 to 1946) and West Punjab Legislative Assembly(1947 to 1949), the language question was raised and discussed by the representative. Majority of them were in favour of adopting Urdu as a medium of expression in Assembly. However, the Speaker's contention was that section 85 of the Government India Act behind the members to express their view in english.This Article briefly reviews the effort of the Punjab Legislative Assembly which it made for the

promotion and advancement of Urdu language. The article also highlights some of the arguments that took place during the meetings of the Punjab Legislative Assembly and presents the points of view of some of the members of the Assembly regarding adopting Urdu as a medium of instruction as well.

صاحبِ سپیکر اور اُردو

مغربی پنجاب کو ازسرِ نو صوبہ پنجاب کا نام ۱۹۵۰ء میں دیا گیا۔ پاکستان (عبوری آئین) ۱۹۴۷ء کے تحت ۱۹۵۱ء میں عام انتخابات کا انعقاد ہوا۔ نئے انتخابات کے نتیجے میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی ۱۹۵۱ء میں دوبارہ تشکیل دی گئی۔ اس کے ۱۷۴ اراکین تھے۔ اس کا پہلا اجلاس ۷ مئی ۱۹۵۱ء کو ہوا۔ اسی دن ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کو اس کا سپیکر منتخب کیا گیا جبکہ چودھری سی ایل سندر داس ۱۸ دسمبر ۱۹۵۱ء کو ڈپٹی سپیکر منتخب ہوئے۔ اس اسمبلی کا آخری اجلاس ۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء کو ہوا۔ یوں ۴ سال ۵ ماہ اور ۸ دن اس اسمبلی نے عمر پائی۔[۱]

۱۰ اجلاسوں میں ۱۱۴ نشستوں کا انعقاد ہوا۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء ون یونٹ کی تشکیل پر اس اسمبلی کو مزید کام کرنے سے روک دیا گیا۔ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، ملک محمد فیروز خاں نون اور سردار عبدالحمید خاں دستی اس دوران پنجاب کے وزیراعلیٰ رہے۔

یہ بحث پنجاب اسمبلی میں شروع ہی سے (یکم نومبر ۱۸۹۷ء کو پنجاب اسمبلی نے اپنا ارتقائی سفر شروع کیا) کسی نہ کسی طور پر جاری رہی کہ اردو ہی ذریعہ اظہار ہو۔ پنجاب اسمبلی کے مختلف ادوار میں معزز اراکین اسمبلی نے اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں مختلف انداز میں آواز بلند کی اور حکومت کو اہم قومی فریضہ کی بجا آوری کی طرف متوجہ کیا۔ اردو کے نفاذ کے لیے مسودات قانون پیش کیے، قانون سازی کے دوران میں ترامیم کے نوٹس دیے۔ بجٹ اردو میں پیش نہ کیے جانے پر احتجاج کیا، سوالات اُٹھائے، قراردادیں پیش کیں، پوائنٹ آف آرڈر پر قومی زبان کی اہمیت وضرورت کی وضاحت کی، اردو سے بے اعتنائی پر احتجاجاً واک آؤٹ کیا، اردو میں ایجنڈا مہیا کرنے کا مطالبہ کیا، کورم نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ ۸۰ فیصد ارکان انگریزی نہیں سمجھتے، تحریک التوائے کار پیش کی گئیں، اسمبلی میں ذریعہ اظہار پر سپیکر کی رولنگ اور اردو کے نفاذ کے سلسلے میں معزز اراکین کی طرف سے استحقاق کی تحریکیں بھی زیرِ بحث آئیں۔ قومی زبان اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کا یہ کردار اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

اسمبلی کی پہلی نشست کی صدارت، اراکین کے حلف اور سپیکر کے باقاعدہ انتخاب کے لیے جناب عبدالرب نشتر، گورنر پنجاب نے ایک حکم نامہ (انگریزی میں) جاری کیا جس میں سردار محمد جمال خان لغاری کو عارضی سپیکر مقرر کیا گیا۔ جناب سیکرٹری نے گورنر کے یہ احکام پڑھے تو اس کے فوراً بعد چودھری ظفر اللہ خان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ”جناب والا! ہر بات کو سمجھانے کے لیے اگر اردو میں اس کا مفہوم سنا دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے متذکرہ بالا احکام کا اردو میں ترجمہ سنایا۔“[۲]

میاں محمد شفیع عموماً انگریزی میں تقریر کرتے تو بعض معزز اراکین اعتراض کرتے۔ ایک موقع پر وہ تقریر کرنے لگے تو صاحبِ سپیکر نے کہا کہ پہلے آپ اس بات کا اعلان کریں کہ آپ اردو میں تقریر نہیں کر سکتے تو میاں محمد شفیع نے کہا، میں پنجابی اور انگریزی میں بہتر تقریر کر سکتا ہوں۔ میاں محمد شفیع کی اس وضاحت کے بعد صاحب سپیکر نے کہا آپ ایک اعلیٰ پایہ کے رسالہ کے ایڈیٹر ہونے کے باوجود اردو میں تقریر نہیں

کر سکتے۔ اچھا اب جبکہ آپ نے اس بات کا اعلان کر دیا ہے آپ کو انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔[۳]

میاں عبدالباری، میاں محمد شفیع، مسٹر سی ای گبن اور جناب سپیکر نے انگریزی زبان کو ذریعہ اظہار کیا تو چودھری محمد منیر نے کہا کہ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آنریبل ممبر جو انگریزی میں تقریر کر رہے ہیں ان کی مادری زبان کیا ہے؟ جناب والا! میں نے یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ میں ان کی تقریر نہیں سمجھ سکتا۔ صاحبِ سپیکر نے وضاحت کی کہ قواعد کی رُو سے معزز ممبر انگریزی میں تقریر کر سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے تقریر کرنے سے پہلے مُجھ سے اجازت حاصل کر لی تھی۔[۴]

مسودہ قانون یونیورسٹی پر میاں محمد شفیع نے انگریزی زبان میں اظہار خیال شروع کیا تو جناب اسپیکر نے کہا Please speak in urdu تو میاں محمد شفیع اردو میں تقریر کرنے لگے۔[۵] ایک دوسرے موقع پر

Mr. Speaker : Why don't you speak in urdu?

Mian Muhammad Shafi : Sir, I can express myuself better in English.

تاہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اردو میں تقریر کرتا ہوں۔[۶]

تلاوتِ قرآن پاک

خان عبدالستار خان نیازی نے پوائنٹ آف آرڈر پر قائم مقام سپیکر کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی کہ یہ ہاؤس کی Convention رہی ہے کہ اس کی کارروائی کا آغاز ہمیشہ تلاوتِ قرآن کریم سے کیا جاتا تھا۔ پچھلی اسمبلی کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع کی جاتی تھی اس لیے اس اسمبلی کی کارروائی بھی تلاوت قرآن حکیم سے شروع ہونی چاہیے۔ اس پر سیکرٹری صاحب نے کہا آیئے تشریف لائیں۔ (اس کے بعد خان عبدالستار خان نیازی نے تلاوت قرآن پاک فرمائی)[۷]

قبل ازیں سیکرٹری صاحب نے عارضی سپیکر کے تقرر نامہ کے احکام پڑھے تھے جو گورنر پنجاب نے جاری کیے تھے۔ سردار محمد جمال خان لغاری، ایم ایل اے کو عارضی سپیکر مقرر کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ارکان نے حلف اٹھایا۔

آوازیں اور اُردو

قائد ملت نواب لیاقت علی خاں مرحوم کی یاد میں اسمبلی میں ریفرنس پیش کیا گیا ملک غلام نبی انگریزی میں تقریر کرنے ہی لگے تھے کہ خان بہادر کیپٹن مظفر خان نے کہا کہ آنریبل ممبر کو اردو میں بولنا چاہیے۔ اس استدعا پر جناب سپیکر نے کہا:

> If the honourable member declare that he can express himself better in the English language, he can speak in that language.[۸]

ایک اور موقع پر جناب سپیکر مسٹر گبن کی بات کا جواب دینے لگے تھے کہ وزیر تعلیم نے کہا:

"He Understands urdu, sir."[۹]

وقفہ سوالات کے دوران میں چودھری محمد حسین چٹھہ جواب دے رہے تھے۔ سوال اور جواب انگریزی میں تھا تو ملک فتح شیر جھمٹ نے کہا، جناب اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے تاکہ مجھے سمجھ آ جائے پھر میں نے چند ایک دیگر سوالات پیش کرنے ہیں۔ اس موقع پر

صاحبِ سپیکر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان میں جو مکالمے ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

Minister : "I may be premitted to answer the question in English today."

ملک فتح شیر جھمٹ: جناب مجھے انگریزی میں سمجھ نہیں آتی۔

Minister : I will definitely make it a point, in view of the ignorance of the honourable member of the English, in future to give answers in Urdu. But today I should be allowed to answer the questions in English.

Chief Minister : I Would like to know in what language the honourable member asked the question?

Malik Fateh Sher Jhumat : In urdu (laughter)

Mr. Speaker : Can the honourable Minister manage to do it now?

Minister : Not a present.

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر صاحبِ سپیکر نے ملک فتح شیر جھمٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ان سوالات کا نوٹس دوبارہ دے سکتے ہیں۔[۱۰]

اُردو کو بطور دفتری زبان اختیار کرنا

اُردو کو بطور دفتری زبان اختیار کرنے کی بابت وزیر اعلیٰ سے کیے گئے مولوی محمد ذاکر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری ملک قادر بخش نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت پہلے ہی ایک خصوصی کمیٹی صوبے میں اردو کو رائج کرنے کی غرض سے تشکیل دے چکی ہے اور ۱۹۵۰ء سے ''یوم پاکستان'' سے ضلع کی سطح پر تمام دفتری کارروائی اردو زبان میں انجام پا رہی ہے اس سوال پر چودھری محمد شفیق اور خان عبدالستار خاں نیازی نے ضمنی سوالات کیے جس کا جواب وزیر اعلیٰ نے دیا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

چودھری محمد شفیق: کیا آنریبل چیف منسٹر یہ بتا سکتے ہیں کہ ٹائپ رائٹر کب تک مہیا ہو جائیں گے؟

Chief Minister : I will be able to let the honourable member know a little later i have made the enquiry.

خان عبدالستار خاں نیازی: کیا وزیر متعلقہ اردو کو patronise کرنے کے لیے خود بھی کچھ کر رہے ہیں؟

Mr. Speaker : Disallowed.

Chaudhri Muhammad Afzal Cheema : What special measure has the Government adopted to see that intensive and extensive study of Urdu is taken up in schools?

Mr. Speaker : Disallowed.

چودھری محمد شفیق: کہ اب تک subordinate services میں recruitment کے لیے کوئی شرط رکھی گئی ہے کہ اردو کی فلاں qualification ہونی ضروری ہے؟

وزیر اعلیٰ: جو دوسری qualifications ہیں ان میں اردو کی تعلیم بھی شامل ہوتی ہے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اردو کی تعلیم کا معیار ہر degree کے لیے بڑھتا چلا جائے۔ میرے خیال میں اردو کو ترقی دینے کے لیے یہی بہترین صورت ہو سکتی ہے۔

چودھری محمد شفیق: میرا سوال تھا کہ کیا اردو کا کوئی ضروری معیار subordinate services کے لیے یا دوسری سروسز کے لیے رکھا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ اردو کی فلاں ڈگری کا ہونا لازمی ہے؟

وزیر اعلیٰ: اردو تو ہماری تعلیم کا جز و لاینفک ہے۔ یہ کوئی Latin یا French تو ہے نہیں جس کے لیے کوئی خاص ڈگری مقرر کی جائے۔

چودھری محمد شفیق: کیا وزیر اعلیٰ کو علم ہے کہ بہت سی ایسی اصطلاحات ہیں جن کا اب تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوا؟

وزیر اعلیٰ: اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ کوشش کی جا رہی ہے۔[۱۱]

ایوان میں اس طرح کے سوال بھی اُٹھائے گئے کہ ان مہاجرین کو جن کی زمینوں کی عارضی یا مستقل الاٹمنٹ کے لیے جمع بندیاں ہندوستان سے نہیں موصول ہوئی تھیں یا وہ ہندی زبان میں تھیں کے مسئلہ سے کس طرح نمٹا جائے۔ چودھری مہتاب خاں کا جواب تسلی بخش طور پر نہیں دیا گیا اور معاملہ گول کر دیا گیا۔[۱۲]

سکولوں اور کالجوں کی کتابوں کا اردو ترجمہ مہیا کرنے کی ہدایت

چودھری سلطان علی کی طرف سے اٹھائے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر تعلیم سردار عبدالحمید خان دستی نے کہا کہ نصابی کتابوں کی تحریر و اشاعت حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ نجی ادارے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں اور حکومت اس سے مطمئن ہے۔[۱۳]

اردو اور انگریزی اخبارات

پنجاب میں اردو اور انگریزی اخبارات کی تعداد کے بارے میں چودھری سلطان علی ہی کی طرف سے اٹھائے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے ملک قادر بخش پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء تک ان کی تعداد یہ ہے۔ اردو روزنامہ ۴۱، انگریزی ۲، اردو ہفت روزہ ۱۲۲، انگریزی ہفت روزہ ۷۔[۱۴]

میاں منظور حسین نے وزیر مالیات سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ رینٹ ڈیمانڈ نوٹس، بیدخلی کے نوٹس اور کرائے کی وصولی کی رسیدیں انگریزی زبان میں جاری کی جاتی ہیں جبکہ گوجرانوالہ کی آبادی انگریزی زبان سے ناواقف ہے اس سلسلے میں شیخ فضل الٰہی پراچہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مذکورہ بالا تمام نوٹس کو اردو میں جاری کیے جانے کا معاملہ زیرِ غور ہے اور ضلعی دفاتر کو اس بات سے مطلع کر دیا گیا ہے کہ موجودہ سٹیشنری ختم ہونے کے بعد آئندہ اس کا خیال رکھا جائے۔[۱۵]

حاجی ریحان الدین صدیقی کے سوال کا جواب انگریزی میں دیا جا رہا تھا کہ انہوں نے احتجاجاً کہا کہ میرے سوال کا جواب اردو میں دیا جائے تو متعلقہ وزیر (سردار محمد خان لغاری) نے کہا، آئندہ اُردو میں دیا جائے گا۔ اس وقت چونکہ انگریزی میں تیار ہے اس لیے انگریزی میں ہی دیا جائے گا۔[۱۶]

جناب عبدالوحید خان نے وزیر تعلیم سے دریافت کیا کہ موجودہ سال میں صوبے میں اردو کی ترویج کے لیے کون سے اقدامات

کیے گئے ہیں۔ان پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور صوبائی حکومت کے مختلف محکموں نے اردو ٹائپ رائٹرز کی خرید پر کتنی رقم خرچ یا مختص کی۔

ان سوالات کے جواب دیتے ہوئے وزیر تعلیم میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے معزز رکن کی توجہ مولوی محمد ذاکر ایم ایل اے کے مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء کو اسمبلی کے نشان زدہ سوال نمبر ۵۳۰ کے دریافت کردہ سوال کے جواب کی جانب مبذول کروائی اور دوسرے حصے کے بارے میں بتایا کہ مالی سال ۵۳-۵۲ میں آفیشل لینگویج کمیٹی اس مقصد کے لیے ۹۴۴۸۵ روپے صوبائی اور وفاقی قوانین کے ترجمے پر خرچ کرے گی تاہم معذرت خواہ ہوں کہ ٹائپ رائٹر کی خرید پر کیے جانے والے اخراجات کے بارے میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔ بہرحال حکومت نے حال ہی میں تمام شعبہ جات کے سربراہان اور ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو ہدایت کی ہے کہ چھوٹے دفاتر کے لیے دو اور دیگر دفاتر کے لیے چار ٹائپ رائٹرز خریدنے کی اجازت ہے۔

معزز ممبر نے ضمنی سوال دریافت کیا کہ وزیر تعلیم نے اپنے دفتر میں اردو ٹائپ رائٹر خرید لیا ہے۔اس کے جواب میں وزیر تعلیم نے کہا کہ میرے دفتر میں تو نہیں ہے تاہم میرے دفتر کے متعلقہ اداروں میں یہ موجود ہیں۔

خان عبدالستار خان نیازی: کیا وزیر موصوف اس قسم کی کوئی سکیم پیش نظر رکھتے ہیں کہ اردو کو مقبول عام بنانے کے لیے اس کو عدالت عالیہ اور دوسری عدالتوں کے اندر رائج کیا جائے۔

وزیر: عدالت عالیہ اور باقی عدالتوں کی زبان اردو قرار دے دی گئی ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ باوجود اس امر کے کہ اس ایوان کی زبان اردو قرار دے دی گئی ہے۔اکثر چیزیں انگریزی میں کی جارہی ہیں۔جوں جوں راستہ صاف ہوتا جائے گا اس کی ترویج عمل میں آتی جائے گی۔

خان عبدالستار خان نیازی: آپ اس میں کب تک کامیاب ہو جائیں گے۔

وزیر: ہماری کوشش جاری ہے۔ہم انشاءاللہ کامیاب ہو جائیں گے۔

چودھری محمد شفیق: کیا انریبل وزیر بتائیں گے کہ اس ایوان میں بھی اردو زبان رائج ہو جائے گی؟

Mr. Speaker : It is not for the Honourable Minister to do that.

وزیر: اس ایوان میں تو رائج ہے۔[۱۷]

جناب عبدالوحید خان نے وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا کہ حکومت کے شعبوں بشمول ڈسٹرکٹ دفاتر میں کتنے اردو ٹائپسٹ اور سٹینو کو مقرر کیا گیا ہے نیز حکومت نے سٹینو گرافروں اور اردو ٹائپسٹوں کی تربیت کے لیے کیا خاص اقدامات کیے ہیں۔

وزیر تعلیم میاں ممتاز خان دولتانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ سرکاری دفاتر میں (ماسوائے ایک دو کے) اردو ٹائپسٹوں اور سٹینو گرافروں کا تقرر ممکن نہیں ہے۔کیونکہ وفاقی حکومت نے اردو کی بورڈ (Urdu Key Board) کی معیار بندی نہیں کی ہے تاہم پنجاب حکومت نے حال ہی میں محکموں کے سربراہان وغیرہ کو اجازت دی ہے کہ وہ تھوڑی تعداد میں (ایک دفتر میں چار تک) ٹائپسٹوں، سٹینو گرافروں کی تربیت کے لیے ٹائپ رائٹر خریدیں۔یہ خریداری ان شرائط پر ممکن ہوئی ہے کہ سامان فراہم کرنے والی فرم نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ سنٹرل حکومت کی جانب سے اختلاف کی صورت میں وہ اپنے اخراجات پر مطلوبہ تبدیلیاں کر دیں گے مزید یہ حکومت ایک سکیم بنا رہی ہے کہ ٹائپسٹوں اور سٹینو گرافروں کو اردو ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ اسکیم کی حوصلہ افزائی کرے گی اور یہ تجویز بھی دی گئی ہے کہ حکومتی مشینوں پر ان کی دفتری اوقات میں یہ ٹریننگ دی جائے۔[۱۸]

میاں منظور حسین نے وزیر تعمیرات عامہ سے پوچھا کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبے میں محکمہ تعمیرات کی طرف سے سڑکوں کے سنگ میلوں پر انگریزی عبارت کی بجائے اردو عبارت تحریر کی گئی ہے نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ سنگ میلوں پر وہ نمبر جو میلوں کی نشاندہی کرتے ہیں اردو عبارت میں تبدیل نہیں کیے گئے ہیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کے جواب میں سردار محمد خان لغاری نے کہا کہ ۳۰ میل کی رفتار پر سفر کرتے ہوئے وہ واضح نظر نہیں آتی اور یہ ٹریفک کے نقطہ نظر سے مناسب نہیں سمجھے جاتے۔[۱۹]

وقفہ سوالات کے دوران میں خواجہ حافظ غلام سدید الدین نے استفسار کیا کہ جناب والا کیا مولوی محمد ذاکر صاحب انگریزی سمجھتے ہیں جو ان کے سوال کا جواب انگریزی میں دیا جارہا ہے تو صاحبِ سپیکر نے جواباً کہا انہوں نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔[۲۰]

رانا گل محمد نون المعروف رانا عبدالعزیز نون کے سوال بزبان انگریزی کا جواب بھی انگریزی میں دیا جارہا تھا کہ قاضی مرید احمد نے کہا میں آپ کی توجہ ایک امر ضابطہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سوالات کے جوابات اردو میں دیے جائیں گے لیکن اب سوالات کے جوابات انگریزی میں دیے جارہے ہیں۔ اس نکتہ پر صاحبِ سپیکر نے کہا کہ جن سوالات کے متعلق سائل کہے گا کہ ان کے جوابات اردو میں دیے جائیں انہی کے جوابات اردو میں دیے جائیں گے ورنہ نہیں۔ اس پر قاضی مرید احمد نے کہا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ایسا فیصلہ ہوا تھا صاحب سپیکر نے کہا اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔[۲۱]

حکومت پنجاب کی جانب سے اردو میگزین شائع کرنے کا پروگرام

جناب سی ای گبن نے وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا کہ آیا حکومت پنجاب جولائی ۱۹۵۴ء سے اردو میں میگزین شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کی اشاعت کے کیا اغراض ومقاصد ہوں گے اور ہر ماہ اس کی کتنی کاپیاں شائع کی جائیں گی، اس کی سالانہ ممبر شپ کتنی ہوگی اور اس کی تخمینہ جاتی لاگت کیا ہوگی اور اس کے لیے بجٹ کس مد سے خرچ کیا جائے گا؟

ملک فیروز خان نون نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ پہلا پندرہ روزہ رسالہ ''پنجاب'' کے نام سے مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء کو شائع کیا گیا جس میں حکومت پنجاب کے مختلف محکموں کے متعلق معلوماتی اور تعمیراتی مواد شائع کیا گیا تا کہ عوام الناس اور خاص طور پر دیہی علاقوں کے لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ یہ پندرہ روزہ رسالہ قیمتاً دیا جاتا ہے مگر فی الحال یہ دیہی علاقوں میں بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے اور اس کی تعداد ضرورت کے مطابق مختلف ہوتی ہے اس کی پہلی اشاعت ۵۰۰۰ کاپیوں پر مشتمل تھی جبکہ مطلوبہ ہدف ۱۵۰۰۰ کاپیاں ہیں اس کا سالانہ چندہ ۳ روپے ہے۔

اس کی قیمت کاپیوں کی تعداد کے حوالے سے مختلف ہوتی ہے۔ اس کے اخراجات پبلک ریلیشنز ڈیپارٹمنٹ کی مد ۵۷۔متفرق سے ادا کیے جاتے ہیں۔[۲۲]

PROMOTION OF ORIENTAL LANGUAGES

مولوی محمد ذاکر نے وزیر تعلیم سے دریافت کیا کہ تقسیم کے بعد سے محکمہ تعلیم نے مشرقی زبانوں کی ترقی اور خصوصاً اسلامی فنون، سائنس وکلچر کی ترقی کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں نیز کیا محکمہ آئندہ اس سلسلہ میں کوئی منصوبہ بندی بنا رہا ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری خدیجہ بیگم، جی اے خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تقسیم سے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری ہر دو جماعتوں میں اسلامیات کو بطور اختیاری مضمون رائج کرنے کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کی سرپرستی میں اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ یہ شعبہ اسلامک سٹڈیز

میں ایم اے اور پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ کے لیے تعلیم دیتا ہے۔ اسلامک سٹڈیز کے نصاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، اسلامی تاریخ، عربی زبان اور ادب، تمدن اور تہذیب کی ترقی میں مسلمانوں کی کارگزاری شامل ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی نے لیڈن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام بزبان انگریزی کی بنیادوں پر اردو میں ایک انسائیکلو پیڈیا آف اسلام شائع کرنے کا کام اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ حکومت پنجاب اس کام میں امداد دے رہی ہے۔ خرچ کا اندازہ دس لاکھ ہے۔ یہ انسائیکلو پیڈیا اسلامک ریسرچ میں مصروف سکالرز کے لیے بے حد قیمتی ثابت ہوگی۔

میٹریکولیشن تک تمام مضامین میں اور انٹرمیڈیٹ میں امیدوار کی مرضی کے مطابق بعض مضامین میں اردو پہلے ہی بطور زبان تعلیم و امتحانات اختیار کی جا چکی ہے۔

ڈیوک پکتھال کا قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بی اے، بی ایس سی، ایم اے، ایم ایس سی کے امتحانات میں شامل ہونے والے تمام امیدواروں کو تقسیم کیا جائے گا۔

پنجاب کیڈٹ کالج حسن ابدال، لارنس کالج گھوڑا گلی اور ایچی سن کالج لاہور جیسی خاص درس گاہوں میں بھی طلبا کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرانے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ ان درس گاہوں کے پرنسپل پرائمری اور مڈل جماعتوں کے سلیبس متعلقہ دینیات کو بعض ضروری ترامیم کے بعد اپنے ہاں اختیار کر لیں گے۔ ایسے کالجوں کے لیے ایک کتابچہ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس میں اہم موضوعوں پر قرآن پاک کی آیات درج ہوں گی۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان درس گاہوں میں جمعہ کے موقع پر قرآن پاک اور سنت کی روشنی میں مختلف موضوعوں پر تقاریر کا انتظام کیا جائے۔

حافظ خواجہ سدید الدین: جناب میں جزو (ب) کے جواب کے سلسلہ میں ایک ضمنی سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں انہوں نے اس حدیث اور تفسیر کے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا اس کام کے لیے کوئی علماء مقرر کیے جائیں گے یا صرف زائد آدمی انگریزی پڑھے لکھے اس کام کو چلائیں گے؟

پارلیمینٹری سیکرٹری: انگریزی پڑھے لکھے بھی عالم ہو سکتے ہیں۔

چودھری محمد افضل چیمہ: کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دینیات کا مضمون جو پہلے لازمی تھا اب اسے اختیاری قرار دے دیا گیا ہے؟

وزیر: جو شروع ہی سے نہ پڑھنا چاہیں ان کے لیے اختیاری ہے۔ مگر جو ایک دفعہ شروع کریں ان کے لیے لازمی ہے۔ [۲۳]

OFFICIAL LANGUAGE COMMITTEE

میاں عبدالباری نے وزیر اعلیٰ سے سوال کیا کہ آیا پنجاب حکومت نے ۱۹۴۹ء میں آفیشل لینگویج کمیٹی کے نام سے محکمہ قائم کیا اور اردو کو صوبے کی دفتری زبان بنانے کے لیے ایک قدم بڑھایا، نیز ان اصطلاحات کی تعداد جواب تک ڈکشنری کی شکل مرتب کی گئیں نیز محکمانہ کتابوں اور سرکاری فارموں کی تعداد جو مذکورہ کمیٹی نے اردو میں لکھی ہیں، بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری چودھری سلطان علی نے جواب میں کہا ۷۶۷۴۔ اصطلاحات جو پانچ حصوں میں چھپ چکی ہیں۔ ۱۱۴۹۔ اصطلاحات ابھی زیر طبع ہیں اور ۲۴۰۴ سرکاری ورقہ جات ۷۸ محکما جاتی کتابیں ان کی فہرست منسلکہ ہذا ہے۔ [۲۴]

(گوشوارہ میں ملاحظہ کریں)

میاں عبدالباری نے ہی وزیرِ اعلیٰ سے دریافت کیا کہ وہ صوبے میں ان دفاتر کی تعداد بتائیں گے جو اپنا تمام سرکاری کام اردو میں سرانجام دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری چودھری سلطان علی نے جواب میں کہا صرف ایک یعنی دفتر مجلس زبان دفتری پنجاب اور ضلع کی سطح تک تمام دفتر اپنا کاروبار بیشتر اردو میں انجام دیتے ہیں لیکن وہ خط وکتابت جو حکومت یا محکمہ جات کے ساتھ کی جاتی ہے انگریزی میں ہوتی ہے۔[۲۵]

OFFICIAL LANGUAGE COMMITTEE

Mian Abdul Bari : Will the Honourable Chief Minister be pleased to state whether any arrangements have been made by Government for printing the translated departmental books and official terms and phrases, including translations of other books, done by the Official Language Committee, and enforcing their use in offices and among the members of the Punjab?

پارلیمانی سیکرٹری چودھری سلطان علی نے جواب میں کہا اب تک ترجمہ شدہ محکمانہ کتابوں کی طباعت شروع نہیں ہوئی کیونکہ ان کی نظر ثانی کا مسئلہ ابھی زیرِ غور ہے۔ سرکاری محاورات اور اصطلاحات چھپ رہی ہیں۔ حکومت کے دفاتر اور ضلع کچہریوں کو یہ مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ تمام متعلقہ افراد کے نام ایک گشتی مراسلہ شائع کیا گیا تھا۔ جس میں ان اصطلاحات کی خط وکتابت میں استعمال کی ہدایت کی گئی تھی۔ سرکاری محاورات اور اصطلاحات کے کتابچے عوام کو بھی سرکاری کتب خانہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں تاکہ وہ بھی ان اصطلاحات وغیرہ کو استعمال کر سکیں۔

میاں عبدالباری: کیا عزت مآب پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب فرما سکتے ہیں کہ ان تراجم کو approve کرنے کے لیے کوئی افسر مقرر کیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: یہ کام کمیٹی کر رہی ہے۔

میاں عبدالباری: کیا یہ تجویز نہیں ہوئی تھی کہ کوئی افسر مقرر کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری: اس کے لیے مجھے نوٹس درکار ہے۔[۲۶]

RULING REQUIRING SUPLEMENTARIES TO BE ASKED AND ANSWERED IN URDU

صاحب سپیکر: سوالات شروع ہونے سے پہلے میں ایوان کی توجہ اس امر پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ تقریروں کے متعلق تو قاعدہ موجود ہے لیکن سوالات کے متعلق ابھی کوئی قاعدہ نہیں کہ اردو میں ہوں یا انگریزی میں۔ مجھے دفتر سے شکایت موصول ہوئی ہے کہ چونکہ ہمارے پاس انگریزی کے صرف دو رپورٹرز ہیں (کوشش کے باوجود اور نہیں مل سکے) اس لیے میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو ضمنی سوالات اردو میں کیے جائیں اور ان کے جوابات بھی اردو میں دیے جائیں۔[۲۷]

رانا گل محمد نون عرف رانا عبدالعزیز نون نے اس رولنگ کے متعلق کہا جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سوالات کے جوابات اردو میں دیے جائیں اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس سوال (شیخ محمد سعید کا سوال نمبر ۳۶۶۲ مورخہ ۱۵۔ مارچ

۱۹۵۵ء ص۳۱۴) کا جواب بھی اردو میں دیا جائے۔ صاحب سپیکر نے اس بارے کہا ممبر صاحبان کو معلوم ہوگا کہ جو حضرات اپنے سوالات کا جواب اردو میں چاہتے ہیں وہ اس کے متعلق لکھ دیتے ہیں چونکہ ابھی اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں بنایا گیا اس لیے میں درخواست کروں گا کہ جو حضرات اردو میں جواب چاہتے ہوں وہ اس کے متعلق تحریر کر دیں۔[۲۸]

پوائنٹ آف آرڈر اور اُردو

سید نور بہار شاہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر جناب سپیکر کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ کوئی فاضل ممبر بغیر اجازت کے انگریزی میں تقریر نہیں کر سکتا اور کہا کہ رول نمبر ۵۱ کے مطابق جب تک ایک ممبر Declare نہ کرے کہ وہ اردو زبان سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور صحیح طور پر اسے بول نہیں سکتا۔ اس اعتراض پر سید امیر حسین شاہ نے کہا I declare sir تو جناب سپیکر نے اجازت دے دی۔[۲۹]

پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری خادم حسین کہہ رہے تھے جناب والا! پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے۔ حضور کی طرف سے جو احکام جاری ہوتے ہیں وہ زبان اردو میں نہیں ہوتے لہٰذا میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ تمام کارروائی اردو میں ہو۔ اس اعتراض پر صاحبِ سپیکر نے کہا اس اسمبلی کے قواعد کے مطابق اگر کوئی صاحب اردو میں تقریر نہ کرنا چاہیں اور یہ کہیں کہ میں اپنے مافی الضمیر کو انگریزی میں بہتر بیان کر سکتا ہوں تو ان کو موجودہ قوانین کے مطابق اجازت ہے کہ وہ انگریزی میں تقریر کریں۔ صاحب سپیکر کے اس فیصلہ پر قاضی مرید احمد نے کہا جناب والا! دفعہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ اسمبلی کی قومی زبان اردو ہے۔[۳۰]

سلسلہ سوال و جواب انگریزی میں جاری و ساری تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری ولی محمد نے کہا میں اس موقع پر صاحب صدر کی خدمت میں گزارش کروں گا اور اس سے پہلے بھی نہایت مؤدبانہ التجا کر چکا ہوں کہ اس ایوان میں جمہوریت کے پیش نظر ہمیں انگریزی زبان کے پنجہ سے نجات دلائیں تاکہ ہم بھی سوالات کے سلسلہ میں رائے زنی کر سکیں۔ بہاولپور اور صوبہ سرحد کی کارروائی اردو زبان میں ہوتی ہے۔ صاحبِ سپیکر نے اس پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں کہا قواعد کے مطابق تمام سوالات کے جوابات انگریزی میں ہوتے ہیں تاوقتیکہ کسی سوال کے متعلق یہ نہ کہا گیا ہو کہ اس کا جواب اردو میں دیا جائے۔ اگر آنریبل ممبر چاہتے ہیں کہ قواعد کو تبدیل کر دیا جائے تو اس کے لیے ایک تحریک پیش کرنی چاہیے تاکہ وہ ہاؤس کے سامنے پیش کی جا سکے۔[۳۱]

چودھری محمد شفیق ایک تحریک التوائے کار پیش کر رہے تھے جو انگریزی میں تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری ولی محمد نے کہا میں ایک ضابطہ کے امر کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ رول ۵۱ کے مطابق اس ایوان کے ہر ممبر پر لازم ہے کہ وہ اردو میں تقریر کرے ماسوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص پہلے اعلان کرے کہ وہ اپنا مافی الضمیر انگریزی میں بہتر ظاہر کر سکتا ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جن ممبران نے ابھی تک یہ اعلان نہیں کیا وہ اردو کے سوا کسی اور زبان میں بہتر تقریر کر سکتے ہیں ان کو انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس قاعدہ میں کوئی ایسا سقم موجود ہے جس کی وجہ سے اچھی خاصی اردو جاننے والے ممبران کو اردو میں تقریر کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔[۳۲]

چودھری محمد اقبال چیمہ کے سوال (انگریزی) کا جواب ملک محمد فیروز خان نون اردو زبان میں دے رہے تھے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری محمد افضل چیمہ نے استفسار کیا کہ کیا وزیر اعلیٰ نے اس سوال کا اردو میں جواب دینے کا نوٹس وصول کیا تو صاحبِ سپیکر نے اس پوائنٹ آف آرڈر کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اگر جواب اردو میں دیا گیا ہے تو اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔[۳۳]

میاں محمد شفیع انگریزی میں بات کر رہے تھے کہ مولوی محمد اسلام الدین نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا جناب والا! قواعد انضباط کار کا قاعدہ ۱۵۱ کے ماتحت معزز ممبران کو اردو میں بات کرنی چاہیے تاکہ وہ اس میں اچھی طرح اپنا مفہوم سمجھا سکیں۔ جس پر جناب سپیکر نے کہا۔

The rule is that members shall address the Assembly in the Urdu language, but any member who declares that he can express himself better in the English language or in any other recognised language.....

صاحب سپیکر کی اس وضاحت کے بعد میاں محمد شفیع نے پوائنٹ آف انفارمیشن پر کہا کہ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ other language میں پنجابی بھی آسکتی ہے؟ تو صاحب سپیکر نے اس سے اتفاق کیا۔[۳۴]

پوائنٹ آف آرڈر پر میاں محمد شفیع نے پوچھا آپ ایسی زبان کو کونسی زبان کہیں گے جس میں چار لفظ اردو کے ہوں اور تین انگریزی کے اور پھر ایک اردو کا۔ صاحبِ سپیکر نے اس پوائنٹ آف آرڈر کو مسترد کر دیا۔[۳۵]

چودھری مشتاق احمد خان کے سوال کے جواب میں ملک محمد فیروز خان نون نے کہا جناب والا! اس کا اردو ترجمہ نہیں ہے مجھے اجازت ہو تو میں انگریزی میں جواب دے دوں۔ نون صاحب کی اس بات پر خواجہ حافظ غلام سدید الدین نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ جوابات دینے میں امتیازی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ترجمہ نہیں ہو سکتا لیکن جو انگریزی نہیں پڑھے ہوئے وہ کیا سمجھیں اور کیا نہ سمجھیں۔ صاحبِ سپیکر نے اس پوائنٹ آف آرڈر کو مسترد کر دیا۔[۳۶]

پوائنٹ آف آرڈر پر چودھری ولی محمد بسال نے کہا کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے تو اب اس کے بعد اردو میں جوابات دینے ہیں۔[۳۷]

صوبیدار راجہ امیر علی خان نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جناب کی کوششوں سے میاں محمد شفیع صاحب نے اب اردو میں تقریر کرنا شروع کر دی ہے۔ اس پر صاحبِ سپیکر نے کہا یہ کوئی point of order نہیں۔[۳۸]

پوائنٹ آف آرڈر پر قاضی مرید احمد نے کہا حضور والا پچھلے اجلاس میں وزیر مال (جناب مظفر علی قزلباش) اردو میں تقریر کرتے رہے ہیں، آج کیوں نہیں کر سکتے۔[۳۹]

بجٹ اور اُردو

مولانا داؤد غزنوی نے بجٹ پر عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے اردو سے امتیازی سلوک روا رکھنے پر بھرپور انداز میں آواز بلند کی اور کہا مجھے اس بجٹ کی صوری اور معنوی پہلوؤں پر کچھ عرض کرنا ہے۔ صوری پہلو سے میری مراد ہے کہ یہ بجٹ انگریزی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ میں اسے اپنے قومی وقار، اپنی آزادی اور خودداری کے خلاف سمجھتا ہوں۔ یہ غلامانہ زندگی کا مظاہرہ ہے اور میری گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔ جب میں ان حضرات کی طرف جو مسلم لیگ کے قائد اور نمائندہ ہیں جو مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت کہلاتی ہے جنہوں نے دنیا کو ڈنکے کی چوٹ کہا کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور ہم اس زبان کو زندہ رکھنے اور اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو انگریزی۔ انگریزی اور انگریزی۔ کاش کہ ہم این ڈبلیو آر کے اس کرایہ نامہ (آوازیں این ڈبلیو آر اردو لفظ نہیں) اس محکمہ کا نام ابھی تک اردو میں نہیں رکھا گیا۔

اس محکمہ والوں نے کرایہ نامہ نظام الاوقات اور قواعد اردو میں شائع کیے ہیں۔ میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے قومی زبان میں کرایہ نامہ شائع کر کے اپنی قومی زبان کا احترام کیا۔ نظام الاوقات شائع کر کے ملت کی قومی زبان کی خدمت سرانجام دی ہے۔ کاش کہ ہماری وزارت ان کی تقلید کرتی۔ ان کی تقلید نہیں بلکہ اپنے منشور کے مطابق بجٹ کو اردو میں پیش کرتی تو میں ان کو مبارک باد دیتا لیکن افسوس کہ میں اس لحاظ سے ان کو مبارک باد نہیں دے سکتا اگر اتنی ہی بات ہوتی تو شاید میں نظر انداز کر دیتا لیکن افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ ہماری صوبائی حکومت ہماری مرکزی حکومت تمام کے تمام اس جرم کے مرتکب ہیں اور اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ اردو کی جو اہمیت ہونی چاہیے تھی انہوں نے اسے وہ اہمیت نہیں دی اور اس کی ترقی کی جو کوششیں ہونی چاہئیں تھیں وہ نہیں کیں۔ آج بابائے اردو مولوی عبدالحق اپنی انجمن ترقی اردو کا دفتر بند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے پچھلے مہینے کی تنخواہیں ملازمین کو اپنی جیب سے ادا کی ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ بھارت کی حکومت جس کے متعلق ہمارا یہ یقین ہے کہ اس نے اردو کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس نے انجمن ترقی اردو جو ہندوستان میں ہے کی جو امداد کی وہ ۴۰ ہزار روپے سالانہ ہے لیکن بابائے اردو نے اپنے بیان میں کہا کہ حکومت پاکستان نے اس سال مجھے ایک حبہ بھی نہیں دیا اور اس بجٹ میں آپ دیکھیے کہ بجٹ ۵۱-۱۹۵۰ء میں تین لاکھ روپے ترقی اردو فنڈ کے نام سے منظور ہوئے لیکن ترقی اردو کے لیے صرف ۲۲ ہزار روپے خرچ ہوئے اور دو لاکھ ۷۸ ہزار روپے بچت ہوئی۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے پھر اس کے بعد ۵۲-۱۹۵۱ء بجٹ میں وہی ۲ لاکھ ۷۸ ہزار بچت والی رقم جمع دکھائی اور اس میں خرچ ۹۰ ہزار دکھایا گیا۔ اب ۵۳-۱۹۵۲ء کا بجٹ آپ کے سامنے ہے۔ اس میں ایک لاکھ ۸۸ ہزار روپے کی رقم دکھائی گئی ہے اور خرچ کا اندازہ ۱ لاکھ ۴۵ ہزار روپے دکھایا گیا ہے اور پھر بچت ۴۳ ہزار روپے کی دکھائی گئی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ ترقی اردو فنڈ کا عنوان دے کر آپ نے اردو کی کیا خدمت کی ہے اور اس قومی زبان کی ترقی اور ارتقا کے لیے کیا کیا۔ اس کی تعلیمی و علمی لحاظ سے اسے دفتری زبان بنانے کے لحاظ سے آپ نے اس کی کیا خدمت سرانجام دی ہے۔ آج تو آپ اس پر قادر نہ ہو سکے کہ آپ اردو کو اپنے دفتروں کی زبان بنائیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب حالت یہ ہے تو ہم کیونکر یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ہم اپنی قومی زبان کے ساتھ وفاداری کر رہے ہیں۔ اگر سمع عالی پر گراں نہ گزرے تو میں یہ عرض کروں کہ وہی پرانی رقم جو بچی چلی آتی ہے اس کے لیے کافی سمجھی گئی ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے قومی مفاد کا تقاضا یہی ہے کہ آپ مزید رقم اس مد میں دیجیے۔ آپ اردو اکیڈمی قائم کیجیے۔ آپ دفتری زبان اردو کو صحیح معنوں میں ترقی دیجیے تاکہ وہ بہتر طریق پر خدمت سرانجام دے سکے۔

جناب والا! اردو کے ساتھ تو یہ سلوک ہے لیکن افیون، بھنگ اور شراب کے بزنس کو زندہ قائم اور محفوظ رکھنے کے لیے جو رقم مہیا کی ہے مجھے اس سے انتہائی صدمہ ہوا ہے۔ ۵۳-۱۹۵۲ء میں سات لاکھ اور بیس ہزار روپے افیون کی خرید کے لیے رکھے گئے ہیں اور Revised Budget ۵۲-۱۹۵۱ء میں چار لاکھ اور بیس ہزار روپے سے افیون کی خرید کی گئی ہے۔ یہ روپیہ جو افیون کی خرید پر خرچ کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق میرے دوست فرماتے ہیں کہ یہ بزنس ہے حالانکہ ۵۲-۱۹۵۱ء کے Revised Budget میں اس کے لیے ۶ لاکھ ۲۰ ہزار Compensation کے طور پر دیا گیا ہے۔ اس کا معنی یہ کہ جب ہماری وزارت کو نقصان نظر آیا تو جھٹ اس مد میں چھ لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اس کے لیے مہیا کر دیا تاکہ افیون کی تجارت گرنے نہ پائے۔

جناب والا! ایک طرف تو اردو کے ساتھ نامناسب سلوک روا رکھا جاتا ہے کہ ۵۱-۱۹۵۰ء میں ۳ لاکھ روپے کی جو رقم ترقی اردو فنڈ کے لیے مخصوص کی گئی تھی وہ تین سال میں بھی خرچ نہیں کی جاتی اور دوسری طرف افیون کی تجارت کو زندہ اور محفوظ رکھنے کے لیے چھ لاکھ اور

پچاس ہزار روپیہ نقصان پورا کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت کسی بجٹ کے لیے بھی قابل تعریف نہیں ہو سکتی اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اس بناء پر کسی وزیر خزانہ کو اس بجٹ کے متعلق مبارک باد پیش نہیں کر سکتا۔[۴۰]

قراردادیں اور اردو

طب یونانی اور اردو

طب یونانی کی سرپرستی کے حوالے سے میاں منظور حسین نے یہ قرارداد اسمبلی میں پیش کی کہ:

''یہ اسمبلی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ صوبہ میں طب یونانی کی سرپرستی کرے اور فی الفور کم از کم پانچ صد یونانی شفاخانے قائم کرے نیز ایلوپیتھک طب کی اردو میں تعلیم و تدریس کے لیے ایک تربیت گاہ قائم کرے۔''

قرارداد کے محرک نے کہا کہ ہمیں اس طریق علاج کو زبان اردو میں پڑھانے کا بندوبست کرنا چاہیے اور ہمیں اس مقصد کے لیے درسگاہیں کھولنی چاہئیں تا کہ اُردو خواندہ اصحاب بھی جو اس فن میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ آسانی سے اس تعلیم کو حاصل کر سکیں اور ملک بھر میں یہ تعلیم پھیل جائے تا کہ معالجوں کی موجودہ کمی دور ہو سکے۔

خان عبدالستار خان نیازی نے اس قرارداد کو نہایت مفید قرار دیا اور کہا کہ قومی حکومت کو طب کی تدریس ترویج و ترقی و اشاعت کی طرف فوری توجہ مبذول کرنی چاہیے اور صوبہ بھر میں کم از کم ۵۰۰ شفاخانے قائم کرے اور ڈاکٹری کی تعلیم اردو میں کر دے تا کہ اس سے بآسانی استفادہ کیا جا سکے۔

مسٹر احمد سعید کرمانی نے اس قرارداد کی تائید کی اور کہا اس ریزولیوشن میں دو تین باتیں کہی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ حکومت کو طب یونانی کی سرپرستی قبول کرنی چاہیے اور دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ صوبے میں کم از کم ۵۰۰ یونانی دوائی خانے قائم کرے اور ساتھ ہی فاضل محرک نے اس میں یہ کہا ہے کہ اردو میں ایلوپیتھک کی تعلیم و تدریس کے لیے ایک Training Institution قائم کیا جائے۔ ریزولیوشن کے الفاظ دراصل صوبہ کی اس ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی نے بھی اس کی بھرپور انداز میں تائید کی جبکہ سید شمیم حسین قادری نے کہا کہ جہاں تک اس طریق علاج کا تعلق ہے اس کے لیے ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہمارے صوبے میں اس وقت نہ تو اتنے ڈاکٹر ہیں اور نہ ہی حکیم جو ہمارے صوبے کی طبی ضروریات کے کفیل ہو سکیں۔ لہٰذا ہمارے صوبے میں ایسی Institution ہونی چاہئیں جو نہ صرف طب یونانی کی تعلیم دیں جیسا کہ محترم محرک نے فرمایا اردو میں Allopathic System of Medicine کی بھی تعلیم دے سکیں۔

یہ قرارداد ایوان نے منظور کر لی۔[۴۱]

نصاب تعلیم

نصاب تعلیم کو قومی امنگوں کے مطابق ترتیب دینے کے سلسلہ میں میاں منظور حسن نے یہ قرارداد پیش کی۔ یہ اسمبلی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ:

اول: پہلی جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک کے تعلیمی نصاب کی ترتیب نو اور منصوبہ بندی کے لیے فوری

اقدامات کیے جائیں اوراس امر پر خاص توجہ دی جائے کہ نئے نصاب کی بنیاد صوبے کے قومی اور ثقافتی عزائم پر رکھی جائے۔ نیز اس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات بھی شامل کی جائیں۔

دوم: حکومت مذکورہ نصاب کی کتب کی اشاعت مکمل طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے اوراس سے حاصل کردہ تمام آمدنی کو صوبے کے اخراجات تعلیم میں تخفیف کرنے کے لیے استعمال کرے۔

یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔[۴۲]

کتاب ''اسلامی تعلیم'' کی ضبطی کے سلسلہ میں مسٹر سی ای گبن کی قرارداد ایوان میں زیرِ بحث تھی۔محرک نے اس امر کی خواہش کی کہ وہ انگریزی میں خطاب کرنا چاہتے ہیں لہٰذا انٹر پریٹر مقرر کیا جائے تو سپیکر نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا لہٰذا انگریزی میں تقریر جاری رکھیں۔ اس قرارداد پر وزیراعلیٰ انگریزی میں تقریر کررہے تھے کہ انہوں نے از خود کہا ''اب میں اردو میں تقریر کروں گا تا کہ آپ کو اچھی طرح سمجھ آ جائے۔''[۴۳]

اسمبلی میں شعبہ ترجمہ

میاں عبدالباری نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں شعبہ ترجمہ قائم کرنے کے لیے حسب ذیل قرارداد پیش کی۔

''یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مجلس قانون ساز پنجاب میں ایک شعبہ ترجمہ قائم کیا جائے جو''مے'' (May) کی ''پارلیمنٹری پریکٹس'' (پارلیمانی دستور) جیسی تمام اہم کتب حوالہ اور جملہ پارلیمانی اصطلاحات اور محاورات کا ترجمہ کرے تا کہ مجلس کی کارروائی، اردو زبان میں انصرام دینے میں آسانی ہو جائے۔''[۴۴]

محرک نے قرارداد کے حق میں دلائل دیتے ہوئے کہا جناب صدر اس معزز ایوان میں یہ مطالبہ کہ اس کی ساری کارروائی اردو میں کی جائے اس شکل میں کئی بار پیش ہو چکا ہے۔اس سے حضور اچھی طرح واقف ہیں۔ جناب کو یہ بھی علم ہے کہ اس مطالبہ پر ایک دفعہ اس ایوان کے معزز اراکین کی ایک کافی تعداد واک آؤٹ بھی کر چکی ہے۔ جناب کو یہ بھی علم ہے کہ اس معزز ایوان کی کافی تعداد زبان انگریزی کو نہیں سمجھتی اور ایسے اصحاب تو بہت کم ہیں جو زبان انگریزی میں اچھی تقریر کر سکتے ہیں۔ یہ سب حقائق ہیں لیکن ان حقائق کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انگریزی کے دوسوسالہ عہد غلامی میں زبان انگریزی یہاں کے ہر ایک شعبے میں داخل ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جمہوریت کے متعلق بہترین قسم کا لٹریچر زبان انگریزی میں موجود ہے جو اس وقت ہماری لائبریری میں بھی موجود ہے۔اگرچہ یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ جمہوریت کی ابتدا کرنے والی قوم ''مسلم'' جس کی بہترین جمہوریت کا زمانہ خلافت راشدہ کا دور ہے اور جس کی مثال آج ہمیں دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی اس کی آج یہ کیفیت ہے کہ اس کے عوام آمریت اور ملوکیت کی زد میں گرفتار اور جمہوریت اور آمریت کی کش مکش میں مبتلا ہیں۔

میاں عبدالباری نے اپنی قرارداد کے حق میں مزید کہا انگلستان آج بھی جمہوریت کا علمبردار ہے اور اس کی جمہوریت دنیا کی ساری جمہوریتوں میں مسلمہ ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا۔آج ہمارا یہ فرض ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کی وہ ساری خوبیاں فراہم کریں جو اس وقت انگلستان کی جمہوریت میں موجود ہیں۔اس سلسلہ میں جب تک انگریزی کی Reference

Books اور دیگر پارلیمانی اصطلاحات کا ترجمہ اردو زبان میں نہیں ہوگا اس وقت تک اراکین ایوان کو ان کے متعلق پورا علم نہیں ہو سکتا اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے میں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ ایک طرف تو ملی تقاضا یہ ہے کہ اس ایوان کی زبان اردو ہو اور دوسری طرف وقتی تقاضا یہ ہے کہ وہ ساری خوبیاں جو انگریزی جمہوریت میں ہیں وہ ہمارے پاس زبان اردو میں موجود ہوں۔

جناب والا! یہ دونوں تقاضے اس وقت اکٹھے ہو گئے ہیں اور میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آج ہوائی جہاز اور دیگر نئے اسلحہ جات ملکی دفاع کے لیے یورپ سے حاصل کرنے ضروری ہیں اسی طرح جمہوریت کے اصولوں کو پوری طرح سمجھنے کے لیے اور ان پر عمل کرنے کے لیے ان کی بہترین کتابوں کا بھی اردو میں ترجمہ ہونا ضروری ہے تاکہ ان چیزوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکے اور جب تک ہم یہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم ان چیزوں کا زبان اردو میں استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ حضور والا میں صرف ایک اور چیز بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس مسئلہ پر کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں ہے اس کی اہمیت سے سب واقف ہیں۔ وہ چیز زبان کا مسئلہ ہے۔ زبان کا مسئلہ جناب والا ہمارے ملک میں ایک فتنہ کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور یہاں ملکی زبان کے نفاذ میں تاخیر کرنا ایک نہایت خطرناک چیز ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

جناب والا! زبان ملک کی اساس ہے، قومیت کی اساس ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو قوموں کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتی ہے اور قوموں کو مجتمع بھی کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ زبان عزت قوم پیدا کرتی ہے جو قومیں اپنی زبان پر ناز کرتی ہیں اور جو قومیں اپنے معاشرہ پر ناز کرتی ہیں ان کا وقار بہت اونچا ہوتا ہے۔ جو قومیں اپنی زبان اور معاشرے سے نفرت کرتی ہیں وہ اپنا وقار کھو بیٹھتی ہیں۔ میں پھر اس چیز کو دہراؤں گا کہ بدقسمتی سے دو سو سال کی غلامی سے ہمارے ملک میں یہ چیز پیدا ہو چکی ہے کہ اپنی زبان کے استعمال میں ہم خفت محسوس کرتے ہیں یا کم از کم کمزوری محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کاش ہم انگریزی کی طرح اردو میں بھی ساری کارروائی کر سکیں تو جناب والا ان ساری چیزوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ مقتدر ایوان جو عوام کی نمائندگی کر رہا ہے وہ زبان کے مسئلہ میں بھی پوری دلچسپی لے۔

لیکن وہ کس طرح کیا جائے گا۔ اصل ٹرمینالوجی کو لیجیے مثلاً ''جناب صدر''، ''مسٹر پریزیڈنٹ'' کا اردو ترجمہ ہے مگر ''سپیکر'' کے لفظ میں ایک لوچ ہے اور ''واک آؤٹ'' کے الفاظ میں ایک ایسا مزہ ہے کہ انگریزی دان اصحاب اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غلط سلط ترجمہ کر کے کام چلا لیا جائے کیونکہ اس طرح کہیں وہی بات نہ ہو جائے کہ ''پڑھا کو آں دا کوٹھا'' کی طرح ترجمہ کر لیا جائے (قہقہہ) لیکن میں اتنی ضرور گزارش کروں گا کہ قانون سازی کی تمام ضروری Terminology اور مصطلحات کا اردو ترجمہ مکمل کر کے اسمبلی کی لائبریری میں مہیا کر دینا چاہیے اور تمام کتب حوالہ جات کا اردو ترجمہ جلد از جلد مکمل کرانا چاہیے۔ میرے خیال میں ہمارے اسمبلی کے ترجمے نہایت اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں کیونکہ سیکرٹری صاحب خاص طور پر نہایت ہی بلند پایہ شخصیت کے مالک اور اونچے درجے کے ادیب ہیں۔ وہ اس کام کو بدرجہ اتم سرانجام دے سکتے ہیں۔ ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے اور مجھے احساس ہے کہ حکومت کی طرف سے کہا جائے گا بھئی اتنا خرچ کہاں سے کیا جائے؟ میری عرض ہے کہ خرچ تو ضرور ہوگا اور ضروری کاموں پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ میں خود اسراف بے جا کے خلاف آواز بلند کر کے تھک گا ہوں مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ایک سٹیشنری کے خرچ کو ہی لیجیے ممبران کے الاؤنس کا معاملہ تو الگ رہا مجھے پاکستان میں اس قسم کے اسراف کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے۔ اس ایوان میں ایک ایک موضوع کے متعلق دو دو تین تین اور چار چار مطبوعہ نقول ارسال کی

جاتی ہیں اور ہم موصول کرتے رہتے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں ایک اطلاع کا ممبر کے گھر پہ پہنچا دینا کافی ہوگا اور اگر دوبارہ کسی ممبر کو ضرورت پڑ جائے یعنی پہلا اطلاعی کاغذ گم ہو جائے تو وہ خود دفتر سے مطالبہ کر کے فراہم کر لے مگر یہ نہیں ہونا چاہیے ایک ہی قسم کے کاغذات مہیا کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ چلا جائے اور اس طرح سٹیشنری ضائع کی جائے۔ اگر کفایت مقصود ہو تو اس ایک مد میں ہی ہزاروں روپے بچائے جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اسمبلی کے سیکرٹری صاحب میری تائید کریں گے۔ اگرچہ اس ترجمہ کے کام پر زر کثیر صرف ہوگا مگر چونکہ وہ ایک بلند پایہ کے مترجم ہیں اس لیے وہ اس کام کی فوراً ابتدا کر کے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔ اگر ان کی تھوڑی بہت خدمت بھی کر دی جائے تو وہ ایک دو آدمیوں کی امداد سے یہ کام بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں اور دو سال کے اندر اندر اس کی تکمیل کر سکیں گے ورنہ جس طرح اس کام کو معرض التواء میں ڈالا گیا ہے۔ اگر اسی طرح مزید کچھ عرصے تک اس کی طرف توجہ نہ دی گئی تو ظاہر ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا؟ لہٰذا میں ایوان کے ارکان کی خدمت میں التماس کروں گا کہ وہ اس مشترکہ اور جائز کام کی تکمیل کے لیے قرارداد پیش نظر کی تائید فرمائیں۔

Mr. Speaker : Resolution moved is-

This Assembly recommends to the Government to establish a Translating section in the Punjab Legislative Assembly to transact all important books of reference like May's Parliamentary practice and all Parliamentary terms and phrases to facilitate the transaction of the business of the Assembly in Urdu language.

وزیر زراعت آنریبل سردار عبدالحمید خان دستی نے اس سلسلہ میں کہا جناب والا! اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے لیے اردو زبان کی تعلیم لازمی ہے مگر جو لمبی تقریر آنریبل قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے (ایک آواز۔ ان کی تقریر تو آج حیرت انگیز طور پر مختصر تھی) میں کہہ رہا تھا کہ اس موضوع پر کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اردو کی تعلیم ہمارے لیے لازمی ہے اور انگریزی کی ضروری اصطلاحات کا ترجمہ ضرور اردو میں ہونا چاہیے مگر میں معزز قائد حزبِ اختلاف کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ واقعہ یہ ہے کہ ترجمہ کا ایک محکمہ پہلے سے ہی معرض وجود میں آ چکا ہے۔ کام جاری کیا جا چکا ہے اور نہ صرف جاری ہو چکا ہے بلکہ کافی کام کیا بھی جا چکا ہے اور ہزارہا اصطلاحات کے اردو ترجمہ کی ایک کتاب چھپ کر شائع ہو چکی ہے جس کا ایک نسخہ آج ممبران کو پہنچا بھی دیا جا چکا ہے۔ میں اس کے ثبوت میں اس کتاب کو اٹھا کر معزز قائد حزب اختلاف کو سارے ہاؤس کے سامنے دکھا رہا ہوں۔ ان کی میز پر بھی اس کا ایک نسخہ ضرور پہنچ چکا ہوگا۔ یہ ثبوت شاہد ہے کہ ترجمہ کا کام شروع کیا جا چکا ہے اور کچھ تو ہو بھی چکا ہے اس میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی۔ اس کا ایک حصہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ البتہ اگر معزز قائد حزب اختلاف اپنی طرف سے کوئی ہدایت فرمانا چاہیں یا کوئی خامی رہ گئی ہو تو وہ اس کی اطلاع ہمیں دے سکتے ہیں۔ ویسے ترجمہ کی ایک Standardizing Committee پہلے سے مقرر شدہ ہے جس نے ہزاروں اصطلاحات کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی کتب حوالہ جات کے ترجمہ کے متعلق عرض ہے کہ ان کا ترجمہ ان کے پبلشروں کو معاوضہ دینا پڑتا ہے۔ ان کتابوں کی قیمت کے طور پر ایک معتدبہ رقم ادا کرنی پڑے گی۔ یہ لاکھوں روپے لاگت کا کام ہے۔ ان بڑی کتابوں کو چھوڑ کر باقی ضروری امور مثلاً قواعد وضوابط اور آئینی دستور العمل وغیرہ ک ترجمہ پہلے ہی کر لیا گیا ہے۔ آفیشل لینگویج کمیٹی اپنے ڈھب پر کام کر رہی ہے۔ اگر کسی معزز رکن کو اپنے خیال اور اپنے فہم کے مطابق کسی خاص کتاب

کا ترجمہ زیادہ ضروری محسوس ہو یا وہ کسی اور طریق پر کام کرانا چاہیں تو وہ ہمیں اطلاع دے سکتے ہیں تاکہ وہ معاملہ کمیٹی مذکور کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

ان حالات میں میرے خیال میں معزز قائد حزب اختلاف بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ اگرچہ وہ اسراف کے خلاف ہمیں اکثر تنبیہہ کرتے رہتے ہیں تاہم آج ان کی قرارداد منظور کرتے ہوئے اگر ترجموں کے اتنے شعبوں کے علاوہ جو پہلے سے موجود ہیں اور سرکاری زبان کی کمیٹی کے علاوہ جس کی ہستی اور کارکردگی کا تذکرہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں ایک اور ترجمہ برانچ اسمبلی میں قائم کی جائے گی تو اسراف بڑھ جائے گا۔ (میاں عبدالباری: وہ کون سی کمیٹی ہے؟)

میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ ایک سرکاری کمیٹی ہے جس نے آج تک جو کام بھی کیا ہے اس کا ثبوت آپ کے سامنے موجود ہے۔ اس کے علاوہ دو تین کمیٹیاں بھی ہیں جو اسی کام میں مصروف ہیں اور بہترین ادبی اور سائنٹیفک کتابوں کے ترجمے بڑی سرعت سے کر رہی ہیں جن کا آپ کو علم نہیں۔ مجھے آپ کی اس بات سے اتفاق ہے کہ بعض کتابیں ایسی ہوں گی جن کے ترجمے کا انتظام ابھی تک نہیں کیا گیا۔ اگر آپ کے نزدیک ایسی کتابیں یا رسائل ہوں تو آپ ہمیں ان کی اطلاع دیں ہم ان کے متعلق مشورہ کر کے ان کمیٹیوں سے ان کے ترجمے کرانے کی کوشش کریں گے۔ چونکہ ترجمہ کرنے کی غرض سے کمیٹیاں پہلے ہی موجود ہیں اس لیے ایک نیا محکمہ کھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان گزارشات کے ساتھ میں امید کرتا ہوں کہ معزز قائد حزب اختلاف اس مطالبہ پر مزید زور نہ دیں گے اور اپنی قرارداد واپس لے لیں گے۔

میاں عبدالباری: جناب صدر! آنریبل وزیر زراعت نے جو ارشادات فرمائے ہیں میں ان کی بھی وہی کیفیت دیکھتا ہوں جو ہر ایک صحیح مسئلے کے بارے میں دیکھنے میں آئی ہے اور جو ہماری طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے انکار تو ہو نہیں سکتا اور نہ ہی تردید کی جا سکتی ہے۔ تاہم ان کو رد کرنے کے لیے جس قسم کے حیلے بہانے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ اسی قسم کے حیلے بہانے اس قرارداد کے سلسلے میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے تمام ریزولیوشن جن کے متعلق کارروائی انگریزی میں ہوتی ہے۔ ان کے اردو ترجمے بھی ایوان ہٰذا کے معزز ممبران کو مہیا کیے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ اردو ترجمے اچھے ہی ہوتے ہیں۔ برے نہیں ہوتے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے سیکرٹری صاحب جن کی زیرنگرانی یہ ترجمے ہوتے ہیں وہ بھی ترجمے کے متعلق بہت واقفیت رکھتے ہیں اور پھر یہ بھی نہیں کہ ترجمے باہر سے ہو کر آتے ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کے لیے اس دفتر میں ایک سیکشن موجود ہے جو یہ سارے ترجمے کرتا ہے۔ تو پھر حکومت یہ کیوں سمجھ بیٹھی ہے کہ اس مقصد کے لیے ایک علیحدہ محکمہ ضرور ہونا چاہیے۔ لہٰذا سوال صرف یہ ہے کہ اس نظریہ کے ساتھ تو کوئی ترجمہ نہیں کیا جا رہا جو میں نے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے اس لیے اس چیز کی وضاحت کرنے کی بجائے اسے محض یہ کہہ کر نظرانداز کیا جا رہا ہے کہ یہ صرف ایک کتاب کا معاملہ ہے۔ اسے صریحاً ٹالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ورنہ یہ کتاب تو میں نے مثال کے طور پر پیش کی ہے۔ یہ کتاب ضخامت اور ادبی حیثیت کے علاوہ اپنے باوثوق ہونے کے لحاظ سے بھی سب سے زیادہ مستند سمجھی جا رہی ہے اور یہ کتاب May's Parliamentary Practice ہے۔ میرا مقصد و مدعا اس قرارداد کے پیش کرنے سے جیسا کہ ظاہر ہے یہ ہرگز نہیں کہ کوئی Paid Translation Section قائم کیا جائے۔ بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ Legislature کے متعلق ضروری قسم کی اصطلاحات اور کتابوں کے زیادہ سے زیادہ تراجم کے لیے ایک سیکشن قائم کیا جائے۔ (وزیر زراعت: وہ تو پہلے ہی قائم ہے۔)

ہوگا لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ مجوزہ Translation Section قائم کریں جو سب سے پہلے اس امر کا فیصلہ کرے کہ کن کن کتابوں کے ترجمے اس وقت درکار ہیں اور اس کے بعد باقاعدہ طور پر ترجمے کا کام شروع کیا جائے اس وقت جو کچھ بھی میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں نیک نیتی اور خلوص دل سے پیش کر رہا ہوں یہ ایک تعمیری تجویز ہے جس پر عمل کرنے سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اس نیک صلاح پر عمل کر کے اس مفید کام کو سرانجام دینے کی جلد از جلد کوشش کرے گی۔

جناب والا! وزیر زراعت صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب مذکور کا ترجمہ کرانے کے سلسلے میں Copy Right کی اجازت درکار ہوگی۔ یہ تو معمولی بات ہے۔ اگر یہ وزارت یہ اجازت بھی حاصل نہ کر سکے تو حیف ہے اس پر مجھے جناب وزیر کی زبان سے یہ بات سن کر تعجب ہوا کہ ایک ایسی کتاب جو Bible of Lagislatures سمجھی جاتی ہو اس کے Copy Right کی اجازت حاصل کرنے کو اس قدر دشوار کام تصور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو میرے نزدیک گزشتہ وزارت اور موجودہ وزارت میں کوئی فرق نہیں۔ بہر حال یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اصل چیز ہے کہ اگر آپ مجھے اس امر کا یقین دلا دیں کہ آپ ایک Translation Section باقاعدہ اور منظم طور پر قائم کریں گے اور اس کی ذمہ داری کسی پر ڈالیں گے۔ خواہ یہ ذمہ داری آپ یہاں کے سیکرٹری صاحب پر ڈالیں۔ کسی وزیر پر ڈالیں۔ ان چودہ پارلیمنٹری سیکرٹریوں میں سے کسی ایک پر ڈالیں یا کسی اور موزوں شخص پر ڈالیں۔ اس چیز کے لیے کسی شخص کا ذمہ دار ہونا نہایت ضروری ہے جو Translation Section قائم ہونے پر متعلقہ کتابیں منتخب کر کے ان کا ترجمہ شروع کرائے اور اسے جلد از جلد مکمل کرانے کی کوشش کرے۔ جسے اس چیز کا انتظار کرنا نہ پڑے کہ کب عبدالباری ہمیں کتابوں کے نام لکھ کر بھیجے اور ہم ان کا ترجمہ شروع کریں۔ یہ کہنا بالکل مہمل ہے کہ ہمیں کتابوں کے نام بتاؤ۔ ہم آپ کو ان کے ترجمے کرا دیں گے۔ جب تک آپ اس اہم کام کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے اس وقت تک میں سمجھتا ہوں آپ اپنے آپ کو قانون سازی کے اہل کہنے کے حقدار نہیں۔ آپ دوسروں کی کاسہ لیسی کی غرض سے غیر ذمہ داری سے کام نہ لیں۔ یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے جس پوری توجہ سے غور کرنا چاہیے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ کی کوئی ایسی کمیٹی پہلے سے موجود ہے تو آپ پوری آزادی سے مجھے یقین دل دیں کہ وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے بہت جلد اس کتاب کا ترجمہ شروع کر دے گی۔ اس صورت میں اپنی قرارداد واپس لینے کے لیے تیار ہوں۔ ورنہ میں اسے اس ایوان کے سامنے پیش کروں گا اور آپ بڑی خوشی سے اسے Reject کر دیں۔ مجھے ہرگز گلہ نہ ہوگا۔ اب فرمائیے کیا آپ مجھے پوری ذمہ داری سی یقین دلاتے ہیں؟

وزیر زراعت: آپ جس چیز پر زور دے رہے ہیں وہ کام تو عرصے سے ہو رہا ہے بلکہ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ وہ تو چھپ کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ آج بھی ہو رہا ہے اور آئندہ اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ آپ کی اطلاع کے لیے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ حکیم احمد شجاع بحیثیت سیکرٹری اسمبلی نہیں بلکہ ایک ادیب اور اصطلاحوں کے بہترین ترجمہ کرنے والوں میں سے ایک ہونے کی حیثیت سے اس کے سیکرٹری ہیں۔ چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جن اصطلاحات کی فوراً ضرورت تھی ایوان ہذا کے سامنے ایک کتاب کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔ (میاں عبدالباری: میرا مقصد صرف اصطلاحات کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ Literature کا ترجمہ بھی ہے۔)

انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں اصطلاحات ترجمہ کروا کر شائع بھی کروا دی ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ میری گزارش پر اعتبار نہ کیا جائے گا کیونکہ ان کے ہاں نہ صرف اعتماد کی کمی ہے بلکہ اعتقاد کی بھی کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے اصطلاحات کی یہ جلدیں تقسیم کروا دی گئیں تاکہ آنکھوں سے دیکھ لی جائیں۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں کہ اس کام میں جو ضروری اہم

اور قدرے مشکل ہے کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل سے کام لیا جا رہا ہے اگر قائد حزب اختلاف محسوس کریں تو فوراً ہمارے نوٹس میں لائیں۔ہم ان کی تسلی کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ ہمیں اعتماد ہے جو کام ہو رہا ہے صحیح اور تسلی بخش طریق پر ہو رہا ہے لیکن چونکہ آپ نے مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں اعتماد دلایا جائے۔اس لیے یہ وضاحت ضروری سمجھی گئی۔

میاں عبدالباری: جناب صدر! آنریبل زراعت کے یقین دلانے پر کہ اس قرارداد کا مقصد باقاعدہ اور منظم طریق پر پورا کیا جائے گا، میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔[۴۵]

قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۵۱ میں ترمیم

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۵۱ میں ترمیم پیش کرتے ہوئے چودھری ولی محمد بسال نے کہا میں اپنی پارٹی کے فیصلے اور ارشاد کے پیش نظر اپنی تحریک جو آج کی فہرست کارروائی میں میرے نام پر درج ہے پیش نہیں کرنا چاہتا۔اس کے بجائے میں جناب صاحبِ سپیکر سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ان اختیارات کی رو سے جو انہیں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء (جیسا کہ پاکستان نے اس کی ترمیم کی ہے) کی دفعہ ۸۴ کی تحتی دفعہ (۳) کے ماتحت اس اسمبلی کے قواعد انضباط کارروائی میں مناسب تغیر و تبدل اور تطبیق کرنے کے بارے میں حاصل ہیں۔قاعدہ نمبر ۵۱ کو مندرجہ ذیل صورت میں تبدیل کر دیں۔

> ''(۵۱) اسمبلی میں سوالات اردو میں دریافت کیے جائیں گے اور ان کے جواب بھی اسی زبان میں دیے جائیں گے۔ارکان اسمبلی ایوان میں تقریریں بھی اردو زبان میں کریں گے۔ماسوائے ان صورتوں کے کہ کسی ممبر کی مادری زبان انگریزی ہو یا صاحبِ سپیکر خاص وجوہات کی بنا پر کسی ممبر کو انگریزی میں یا کسی مسلمہ صوبہ کی زبان میں تقریر کرنے کی اجازت دیں۔''[۴۶]

اس ترمیم کا انگریزی میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔میاں محمد شفیع، مسٹر سی این گبن اور صاحب سپیکر کے درمیان میں اس حوالے سے جو مکالمہ ہوا وہ انگریزی زبان میں تھا تو قاضی مرید احمد نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ یہ قرارداد اردو کے متعلق پیش کی جا رہی ہے لیکن انگریزی میں پڑھی جا رہی ہے۔کچھ دیر بحث و تمحیص کے بعد سپیکر نے کہا کہ ذاتی طور پر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور ایسے قواعد وضع کیے جائیں گے کہ کارروائی اُردو میں ہوگی۔

تھوڑی دیر بعد ایک دوسی قرارداد پر میاں محمد شفیع نے انگریزی میں تقریر شروع کر دی تو صاحبِ سپیکر نے کہا میرا خیال ہے کہ آنریبل ممبر اردو میں بھی اچھی تقریر کر سکتے ہیں تو میاں محمد شفیع نے اعتراف کرتے ہوئے کہا میں اردو جانتا تو ہوں لیکن انگریزی میں بہتر تقریر کر سکتا ہوں۔تو صاحبِ سپیکر نے کہا انگریزی تقریر کرنے کی آپ کو اس وقت اجازت مل سکتی ہے جب کہ آپ یہ اعلان کریں کہ آپ اردو میں تقریر نہیں کر سکتے۔[۴۷] بہر حال میاں محمد شفیع نے اعلان کیا کہ وہ انگریزی میں اردو سے بہتر تقریر کر سکتے ہیں اور صاحبِ سپیکر نے اجازت دے دی تو چودھری ولی محمد بسال نے اعتراض کرتے ہوئے کہا مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر اردو میں بولنے کا قاعدہ بنایا گیا تھا اور سپیکر صاحب نے میری تجویز مان لی تھی تو پھر اب یہ انگریزی کی تقریر کس طرح ہو سکتی ہے؟

صاحبِ سپیکر: ابھی وہ قاعدہ نہیں بنا۔

چودھری ولی محمد بسال: یہ اجلاس تو کل ختم ہو جائے گا قاعدہ کب بنے گا؟ میں احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کروں گا' ہم واک آؤٹ کریں

گے۔

Mian Muhammad Shafi : Sir it is a matter of great pleasure for me.

چودھری ولی محمد بسال: پوائنٹ آف آرڈر میں یہ عرض کروں گا کہ پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کرتا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے ارکان واک آؤٹ کریں گے۔

Chaudhry Muhammad Afzal Cheema : On a point of order, Sir, I would request the HonourableChief Minister and the Leader of the House to tell that honourable memeber that he should not try to behave in a "Thanedar like" member from which post he was dismissed long ago.

رانا غلام صابر: کیا معزز رکن مسٹر محمد شفیع یہ Declare کرنے کے لیے تیار ہیں کہ ان کی مادری زبان انگریزی ہے؟[۴۸]

قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۵۱ میں ترمیم کے حوالے سے صاحبِ سپیکر نے ایک تفصیلی رولنگ دیتے ہوئے کہا کہ اس ایوان کے معزز رکن چودھری ولی محمد بسال نے اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں قاعدہ نمبر ۵۱ منجملہ قواعد دستورالعمل مجلس قانون ساز پنجاب میں ترمیم کی اجازت طلب کرنے کے لیے ایک تحریک کا نوٹس دیا تھا۔ یہ تحریک ۱۶۔ دسمبر ۱۹۵۳ء کے ایجنڈے میں شامل کی گئی تھی مگر جب اس تحریک کے پیش ہونے کا وقت آیا تو معزز ممبر نے فرمایا میں اپنی پارٹی کے فیصلے اور ارشاد کے پیش نظر اپنی تحریک جو آج کی فہرست کارروائی میں میرے نام پر درج ہے پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اس کی بجائے میں جناب سپیکر صاحب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ان اختیارات کی رو سے جو انہیں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۸۴ کی تحتی دفعہ (۳) کے ماتحت اس اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں مناسب تغیر و تبدیل کرنے کے بارے میں حاصل ہیں۔ قاعدہ نمبر ۵۱ کو مندرجہ ذیل صورت میں تبدیل کر دیں۔

> ۵۱۔ ''اسمبلی میں سوالات اردو میں دریافت کیے جائیں گے اور ان کے جواب بھی اسی زبان میں دیے جائیں گے۔ ارکان اسمبلی ایوان میں تقریریں بھی اسی زبان میں کریں گے۔ ماسوائے ان صورتوں کے کہ کسی ممبر کی مادری زبان انگریزی ہو یا صاحب سپیکر خاص وجوہات کی بناء پر کسی ممبر کو انگریزی میں یا کسی مسلمہ صوبہ کی زبان میں تقریر کرنے کی اجازت دیں۔''

میں نے معزز ممبر کی اس درخواست پر کما حقہ' غور کیا ہے۔ صورت یوں ہے کہ ۱۵۔ اگست ۱۹۴۷ء کو وفاق پاکستان کے قیام کے وقت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں جو تطبیق و تغیر از روئے حکم (عارضی دستور) پاکستان مجریہ ۱۹۴۷ء کی گئی تھی۔ اس کے مطابق گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۸۴ کی تحتی دفعہ (۱) کے ماتحت صوبے کی نئی مجلس قانون ساز کو واضح طور پر یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے طریق کار اور انصرام کارروائی کے انضباط کے لیے قواعد مرتب کرے اور دفعہ کی تحتی دفعہ (۳) میں یہ صراحت کی گئی تھی کہ جب تک صوبے کی مجلس قانون ساز تحتی دفعہ (۱) میں دیے گئے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اپنے طریقِ کار اور انصرام کارروائی کے لیے قواعد وضع نہ کرے اس وقت تک وہی قواعد ایسے تغیر و تبدیل اور تطبیقات کے ساتھ جو سپیکر ان میں کرے نافذ العمل رہیں گے جو وفاق کے قیام سے فوراً پہلے رائج تھے۔ یہ امر واضح ہے کہ اپنے قواعد طریق کار بنانا خود مجلس قانون ساز کا کام ہے۔ اگر چہ جب تک مجلس خود اس بات میں اپنے قواعد وضع نہیں کرتی سپیکر کے

یہ اختیارات کہ وہ قیام وفاق سے پہلے رائج قواعد میں مناسب تبدیلیاں کرے، اپنی جگہ رہیں گے۔ چنانچہ میں اسی حکم کے ماتحت قواعد میں کچھ تبدیلیاں کر بھی چکا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب چودھری ولی محمد بسال نے مجھ سے یہ درخواست کی تھی کہ بجائے اس بات کے وہ قاعدہ ۵۱ میں ترمیم کرنے کے لیے اجازت طلب کرنے کی تحریک پیش کریں۔ میں اس معاملے میں ضروری اقدام کروں تو اس ایوان کی بھی یہی رائے تھی کہ سپیکر کو قواعد میں تغیر وتبدیل وتطبیق کرنے کے جو اختیارات دفعہ ۸۴ کی تحتی دفع (۳) کی رو سے حاصل ہیں وہ اعلیٰ حالہ قائم ہیں لیکن یہ مسئلہ اتنا اہم ہے اور اس کے نتائج اتنے دوررس ہوں گے کہ میری دانست میں اس کے مختلف پہلوؤں پر مکمل غور وخوض کی ضرورت ہے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ معزز ممبر کی پیش کردہ ترمیم ان تمام مراحل میں سے گزر کر اس ایوان میں باضابطہ طور پر پیش ہو جو مجلس قانون ساز پنجاب کے دستور العمل کے تیرہویں باب میں مذکور ہیں اور یہ ایوان مکمل بحث وتمحیص کے بعد اپنی رائے قائم کرے۔

ان امور کے پیش نظر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مجھے قاعدہ ۵۱ میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ترمیم نہیں کرنی چاہیے اور یہ معاملہ اسمبلی پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس لیے میں معزز رکن چودھری ولی محمد بسال سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ قاعدہ ۵۱ میں ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس امر کے لیے باقاعدہ تحریک کا دوبارہ نوٹس دے دیں۔ میں قاعدہ ۱۰۸ (۲) کے ماتحت اس تحریک کے لیے جلد سے جلد دن مقرر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اس ضمن میں یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ اگر اس ایوان کا کوئی اور معزز رکن مجلس قانون ساز کے قواعد انضباط کار میں کسی قسم کی ترمیم یا ان میں کمی بیشی کرنا چاہیں تو وہ بھی اسی طرح اپنی تحریک کا نوٹس دیں تاکہ میں ان سب تحاریک کو بیک وقت ہی ایوان میں پیش کرنے کا انتظام کرسکوں۔

جناب سپیکر کے اس فیصلہ پر وزیر زراعت آنریبل سردار عبدالحمید خان دستی نے کہا جناب والا! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہر ایک ضمنی کے متعلق علیحدہ علیحدہ تحریک پیش کرنے کی بجائے متفقہ طور پر ایک ریزولیوشن لایا جائے اور قواعد میں تبدیلی تمام قواعد کو زیر نظر رکھتے ہوئے کی جائے۔ علاوہ ازیں میں محمد شفیع، سی ای گبن اور سید امیر حسین شاہ نے بھی اس سلسلہ میں اظہار کیا لیکن صاحب سپیکر نے اپنے فیصلے کو بحال رکھا[۴۹] اور کہا جو بھی معزز ممبر تجویز دینا چاہتا ہے انفرادی طور پر پیش کرے۔

چودھری ولی محمد بسال نے قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۵۱ میں ترمیم کا نوٹس پیش کرتے ہوئے کہا جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(الف) مجلس کی تمام کارروائی اردو زبان میں سرانجام دی جائے۔

(ب) ارکان مجلس سے اردو زبان میں خطاب کریں گے مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی رکن یہ اعلان کرے۔

(اول) کہ وہ اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرسکتا تو اس کو صوبہ کی کسی دیگر مسلمہ زبان میں مجلس سے خطاب کرنے کی اجازت ہوگی۔

(دوم) کہ اس کی مادری زبان انگریزی ہے تو اسے مجلس سے انگریزی زبان میں خطاب کرنے کی اجازت ہوگی۔

The motion was carried.

چودھری ولی محمد بسال: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ یہ ترمیم ایک Select Committee کے سپرد کی جائے۔

The motion was carried.

Mr. Speaker : Now that the motion to refer the draft amendment to a select committee has been carried by the House, that next question is to elect 8 members of the Select Committee from among members of the Assembly according to the principle of proportional representation by means of the single transferable vote. These eight members will be in addition to the Deputy Speaker and the mover of this amendment. I fix 4 p.m. on 26th November 1954 as the time by which nominations for election to the Select Committee will be received. In case it is necessary to hold an election, the same will be held on 3rd December, 1954, during the meeting of this Assembly.[۵۰]

اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں ترمیم کے لیے مجلس منتخبہ کے انتخابات کے انعقاد کے بارے میں جناب سپیکر نے کہا چودھری ولی محمد بسال کی پیش کردہ تجویز پر اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں ترمیم کے لیے مجلس منتخبہ (سلیکٹ کمیٹی) کے انتخاب کے لیے ۳۔دسمبر ۱۹۵۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی لیکن پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ ۱۲ کے مطابق ۳۔دسمبر بروز جمعہ اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوا۔

دو پہر دو بج کر پندرہ منٹ سے لے کر شام پانچ بجے تک ''ہاں'' والی لابی میں ایک کلرک بیلٹ پیپرز کے ساتھ ڈیوٹی پر ہوگا۔معزز اراکین اپنا بیلٹ پیپر اس سے حاصل کر سکتے ہیں اور اس پر نشان لگانے کے بعد اسے بیلٹ بکس میں ڈال دیں گے جو اس مقصد کے لیے شام پانچ بجے تک ایوان میں رکھا جائے گا۔[۵۱]

جناب سپیکر نے اعلان کیا کہ مورخہ ۶۔دسمبر ۱۹۵۴ء کو منعقد ہونے والے انتخاب کے نتیجہ میں درج ذیل ۱۸ اراکین منتخب ہوئے جو چودھری ولی محمد بسال کی اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں ترمیم کے لیے پیش کردہ تجویز پر مجلس منتخبہ کے رکن منتخب ہوئے۔

۱۔ عزت مآب چودھری علی اکبر خان
۲۔ سید الطاف محی الدین قادری
۳۔ میجر امیر عبداللہ خان
۴۔ مرزا حمید اللہ بیگ
۵۔ جہاں آرا بیگم شاہنواز
۶۔ چودھری محمد افضل چیمہ
۷۔ مخدوم زادہ پیر سید محمد رحمت حسین گیلانی اور
۸۔ مخدوم سید نذر حسین شاہ[۵۲]

۱۶۔دسمبر ۱۹۵۳ء، ۲۲۔فروری ۱۹۵۴ء، ۲۲۔نومبر ۱۹۵۴ء، ۶۔دسمبر ۱۹۵۴ء اور ۷۔دسمبر ۱۹۵۴ء کی مباحث سے قاعدہ ۵۱ میں ترمیم کے سلسلہ میں کارروائی سے آگاہی ہوئی ہے۔مجلس منتخبہ کے انتخاب کے بعد اس مجلس کے کتنے اجلاس ہوئے اور اس سلسلہ میں کیا پیش رفت ہوئی اسمبلی کی روداد وں میں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ پنجاب پارلیمنٹیرین (۱۸۹۷ء۔۲۰۰۷ء)، صوبائی اسمبلی پنجاب، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲۷

۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۷ مئی ۱۹۵۱ء، ص ۱

۳۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، یکم دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۱۱۲

۴۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، س ۴۲۱۔۴۲۲

۵۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۱ دسمبر ۱۹۵۴ء، ص ۹۸۳

۶۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۹ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۱۱۷

۷۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۷ مئی ۱۹۵۱ء، ص ۲

۸۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ دسمبر ۱۹۵۱ء، ص ۲

۹۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۴۰۷

۱۰۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۷ دسمبر ۱۹۵۱ء، ص ۳۶۔۳۷

۱۱۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء، ص ۳۔۴

۱۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، یکم مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۵۷

۱۳۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۳ مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۸۶

۱۴۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۵ مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۲۴۰

۱۵۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۶ مئی ۱۹۵۲ء، ص ۳۶۴

۱۶۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ مئی ۱۹۵۲ء، ص ۵۶۱

۱۷۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۸ دسمبر ۱۹۵۲ء، ص ۶۲۸۔۶۲۹

۱۸۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۸ دسمبر ۱۹۵۲ء، ص ۶۴۲

۱۹۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۵۳ء، ص ۱۰۲

۲۰۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۰ نومبر ۱۹۵۳ء، ص ۹

۲۱۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ فروری ۱۹۵۴ء، ص ۱

۲۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، یکم دسمبر ۱۹۵۴ء، ص ۴۴۴۔۴۴۵

۲۳۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۴ء، ص ۹۳۲۔۹۳۳

۲۴۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۱۲۲۴، ۱۲۲۷

۲۵۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۱۲۲۸

۲۶۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۱۲۲۸

۲۷۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۳۱۳

۲۸۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۳۱۵

۲۹۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء، ص ۲۴۵

۳۰۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء، ص ۸۰۷

۳۱۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۰ مارچ ۱۹۵۳ء، ص ۲۵۱

۳۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء، ص ۳۴۵

۳۳۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۳۸۵

۳۴۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۳۸۷

۳۵۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۳۹۳

۳۶۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۶۱۸

۳۷۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ نومبر ۱۹۵۴ء، ص ۶

۳۸۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ نومبر ۱۹۵۴ء، ص ۱۸۱

۳۹۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۸ مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۷۵

۴۰۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۵ مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۲۷۰ تا ۲۷۲

۴۱۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۸ مئی ۱۹۵۲ء، ص ۵۳۸ تا ۵۴۶

۴۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۱ دسمبر ۱۹۵۲ء، ص ۲۵۹ تا ۲۶۱

۴۳۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۴۱۳ تا ۴۱۵

۴۴۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ فروری ۱۹۵۴ء، ص ۲۳۰

۴۵۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ فروری ۱۹۵۴ء، ص ۲۳۵ تا ۲۴۳

۴۶۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۶۹۸ تا ۷۰۰

۴۷۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۷۱۰

۴۸۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۷۱۰۔۷۱۱

۴۹۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ فروری ۱۹۵۴ء، ص ۸۲۔۸۳

۵۰۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ نومبر ۱۹۵۴ء، ص ۶۰

۵۱۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۶ دسمبر ۱۹۵۴ء، ص ۶۴۸

۵۲۔ مباحث پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی، ۷ دسمبر ۱۹۵۴ء، ص